ایک سے زائد حج فقہ ترجیحی کی روشنی میں

از: علامہ یوسف القرضاوی

وہ شخص جو اسلام کی ترجیحات سے واقف ہو اور ہر چیز کے درست مقام کا علم رکھتا ہو، کبھی ان ترجیحات کے سلسلے میں شک وشبہ کا شکار نہیں ہوگا جن کا لحاظ کرنا ناگزیر ہے، میں کئی سالوں سے اسی کی صدا لگا رہا ہوں اور اسے میں نے ''فقہ ترجیحی'' کا نام دیا ہے۔

ہمارے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ اسلام نے ہمیں جن چیزوں کا مکلّف بنایا ہے، وہ ایک درجے کی نہیں ہیں، بلکہ ہر عمل کا ایک الگ الگ درجہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''ایمان کے ستر سے زائد شعبے ہیں جن میں سب سے بلند مرتبہ لا إله إلا الله کا ہے اور سب سے کم درجہ کا عمل راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا ہے''۔ اس سے پتہ چلا کہ سب سے کمتر اور سب سے بلند درجے کے علاوہ بیچ کے بھی درجات ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿أجعلتم سقاية الحاج وعمارة المسجد الحرام كمن آمن بالله واليوم الآخر وجاهد في سبيل الله لايستوون عند الله﴾ (کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کو آباد کرنے کو ایسا سمجھ لیا ہے جیسے کہ کوئی شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور خدا کی راہ میں جہاد کیا؟ یہ دونوں اللہ کے یہاں ہرگز برابر نہیں ہوسکتے)۔

اس سے معلوم ہوا کہ تمام اعمال آپس میں برابر نہیں ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو اس فقہ سے واقف کرائیں، میں ایک مدت سے ایسے لوگوں کو دیکھتا آرہا ہوں جو اپنے مزدوروں پر ظلم ڈھاتے ہیں اور اپنی زمینوں میں اجرت پر کام کرنے والوں کے ساتھ ناانصافی کرتے ہیں، میں نے اپنے گاؤں کے ان کسانوں کو بھی دیکھا ہے جو دوسروں کی زمینوں میں اجرت پر کام کرتے ہیں، ان کے مالکوں کا حال یہ ہے کہ ان کی زمینیں برباد ہوجاتی ہیں، لیکن وہ ان غریبوں کو ایک پیسہ دینا گوارا نہیں کرتے، دوسری طرف وہ تین تین بار یہاں تک کہ دس دس بار حج کے لئے جاتے

ہیں۔ اگر یہ لوگ ان غریبوں کے حقوق ادا کرتے تو ان کا یہ عمل بار بار حج سے افضل ہوتا۔

علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرض کی ادائیگی سے قبل نوافل کو قبول نہیں کرتا اور جو شخص فرض کی ادائیگی کے بعد نفل کی فرصت نہ پائے تو وہ معذور ہے، لیکن جس شخص کی نفل میں مشغولیت اسے فرض سے محروم کردے وہ مغرور ہے، ہمیں اس وقت اس نکتے کو سمجھنے کی سخت ضرورت ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے بارے میں آتا ہے کہ انھوں نے فرمایا: آخری زمانہ میں لوگ بلاوجہ کثرت سے حج کریں گے، ان کے لئے سفر انتہائی آسان ہوگا اور مال ودولت کی فراوانی ہوگی، تو ان میں سے ایک شخص ریگستان اور بے آب وگیاہ زمین میں اپنا اونٹ دوڑائے گا اور حج کا سفر کرے گا حالانکہ اس کا پڑوسی بدحال ہوگا اور وہ اس کی غم خواری نہ کرے گا۔ مطلب یہ ہے کہ وہ حج کے ارادے سے ریگستانوں اور بے آب وگیاہ زمینوں میں سفر کرے گا اور اپنے پڑوسی کو اس حال میں چھوڑ دے گا کہ وہ بھوک، فقر اور ضرورت سے بدحال ہوگا اور کوئی اس کا پرسان حال نہ ہوگا، یہی آج کل ہو رہا ہے۔

بشر بن حارثؒ جو کہ متصوفین وزہاد میں شہرت کے حامل ہیں اور جن کا شمار امت کے معروف زاہدوں اور اللہ والوں میں ہوتا ہے، ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا: اے ابونصر! میں نے حج کا ارادہ کیا ہے اور آپ کے پاس کچھ نصیحت کی باتیں سننے آیا ہوں، تو کیا آپ مجھے کچھ نصیحت کریں گے؟ آپ نے اس سے پوچھا: تم نے حج کے لئے کتنا سفر خرچ اکٹھا کیا ہے؟ اس نے کہا: دو ہزار درہم، (ہزار درہم اس وقت کے لئے ایک بڑی رقم تھی اور اس کی قوت خرید بہت زیادہ تھی) انھوں نے اس سے پھر دریافت کیا: تم اس حج کے ذریعہ زہد وتقوی حاصل چاہتے ہو یا بیت اللہ کا اشتیاق تمھیں وہاں لئے جارہا ہے یا تم رضائے الٰہی کے حصول کے خواہشمند ہو؟ اس نے کہا: خدا کی قسم رضائے الٰہی کا حصول میرا مقصد ہے، انھوں نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسا راستہ بتاؤں جس سے تمہیں اپنے شہر ہی میں گھر بیٹھے خدا کی خوشنودی حاصل ہوجائے اور اگر میں تمہیں یہ طریقہ بتاؤں تو کیا تم اس کے مطابق عمل کروگے؟ اس نے کہا: ضرور کروں گا۔ فرمایا: جاؤ اور یہ رقم دس لوگوں کو دے دو، کسی فقیر کو جس سے تم اس کی تنگ دستی دور کردو، یتیم کو جس کی ضرورتیں پوری کردو، قرض دار جس کا قرض ادا کردو اور کسی کثیر العیال شخص کو جس سے کہ تم اس کے اہل وعیال کا بوجھ ہلکا کردو.... اس طرح انھوں نے دس لوگوں کا ذکر کیا اور کہا: اگر تم ان میں سے کسی ایک کو یہ رقم دے دو جس سے اس کی ضرورتیں پوری ہوجائیں تو یہ عمل افضل ہے۔ یہ سن کر اس شخص نے کہا:

اے ابونصر! میں سفر کا پختہ ارادہ کرچکا ہوں، فرمایا کہ جب مال گندی تجارت اور مشکوک ذرائع سے اکٹھا کیا جاتا ہے تو انسان کا نفس اسے اپنی خواہشات کے مطابق خرچ کرنا چاہتا ہے۔ یعنی ایسا شخص مسلمانوں کیلئے نفع بخش اور افضل چیزوں کو چھوڑ کر حج کی خوشیاں لوٹنا زیادہ پسند کرتا ہے۔

میرا خیال ہے کہ بلا وجہ بار بار حج کرنا اور اس طرح سے ترجیحات کو ترک کردینا بے بصیرتی کا نتیجہ ہے، بہتر یہ ہے کہ ایک مسلمان یہ سمجھے کہ بھوکے کو کھلانا، مریض کا علاج کرانا، بے سہارا کو پناہ دینا، یتیم کی کفالت کرنا، بیوہ عورت کی ضروریات پوری کرنا، ایشیا یا افریقہ یا کہیں کی بھی اسلامی برادری کیلئے مدرسہ یا مسجد بنانا اور خیر کے کسی بھی کام میں شریک ہونا اللہ کی نظر میں زیادہ بہتر ہے۔

ایک مسلمان پر فرض ہے کہ اس طرح کے ثواب والے کاموں میں بے پناہ سرور اور لذت محسوس کرے اور اس کا یہ سرور اور لطف اس لذت سے بھی بڑھ کر ہو جس کا احساس اسے دو بار اور تین بار حج کرتے وقت ہوتا ہے، جب کہ وہ بیت اللہ کا طواف کررہا ہوتا ہے اور "لبيك اللّٰهم لبيك" کی صدا بلند کرتا ہے، ان عظیم کارہائے خیر کی بجائے دوسری یا تیسری بار کے حج میں کیف و سرور محسوس کرنا یقیناً افسوس ناک ہے، دین میں بے بصیرت ہونے کی دلیل ہے اور فقہ ترجیحی سے نابلد ہونے کی علامت ہے۔

اگر مسلمانوں کو اس کا شعور ہوجائے تو ہم ہر سال اربوں روپے سے صحیح فائدہ حاصل کرسکتے ہیں۔ اگر کوئی تنظیم اس کام کو منظّم طریقہ پر انجام دے اور ایک فنڈ بنائے جس کا نام حج کا متبادل فنڈ ہو اور وہ لوگ جو نفلی حج کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کرنا چاہتے ہیں اسی طرح وہ بھائی جو بیس اور تیس ہزار میں فائیو اسٹار حج کرتے ہیں، وہ حج کا خرچ "حج کے متبادل فنڈ" میں جمع کریں تاکہ اس رقم کو ساری دنیا کے مسلمانوں کے مصالح میں خرچ کیا جائے تو ایک بڑی ضرورت پوری ہوگی اور مسلمانوں کی زندگی کا ایک بڑا خلا پر ہوجائے گا۔ اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ کاش! امت میں یہ بیداری پیدا ہوجائے۔

(علامہ یوسف القرضاوی کی تحریر کا ترجمہ)

❁ ❁ ❁